مثنوی کا فن، تعریف اور اجزائے ترکیبی

مثنوی عربی لفظ ہے، اس کا مادہ 'ث ن ی' ہے، یہ اسی تینوں حروف کے مادہ سے ماخوذ و مشتق ہے۔ اس کا لغوی معنی دو دو والا/دو دو کیا ہوا ہے۔

اصطلاح شعر میں مثنوی اس نظم کو کہا جاتا ہے، جس میں ہر شعر یعنی دونوں مصرعوں کا قافیہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ دونوں مصرعوں کے ہم قافیہ ہونے کی وجہ سے ہی اس صنف کو مثنوی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے اشعار میں تسلسل ہوتا ہے اور تمام اشعار باہم مربوط و منسلک ہوتے ہیں۔ جس طرح زنجیر کی کڑیاں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیوست ہوتی ہیں، اسی طرح مثنوی کے اشعار ایک دوسرے سے مربوط و منسلک اور پیوست ہوتے ہیں۔

پوری مثنوی کے اشعار ایک ہی بحر اور وزن میں ہوتے ہیں۔ اس صنف کا بنیادی وصف تسلسل اور روانی ہے کہ یہی ایک ایسی صنف ہے جس میں تسلسل کے ساتھ کسی ایک موضوع کو نظم کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ مثنوی کے اشعار کی تعداد بھی متعین نہیں ہوتی، یہ کبھی مختصر ہوتی ہے اور کبھی بہت طویل ہوتی ہے۔ اردو ادب میں مختصر اور طویل ترین مثنویوں کا بہت بڑا سرمایہ موجود ہے۔ قدیم و جدید ہر عہد میں مثنویاں لکھی جاتی رہی ہیں۔

ناول اور مثنوی دونوں میں ایک بات قدرے مشترک ہے۔ جس طرح اردو نثر کی اہم صنف ناول میں حسن و محبت پر مبنی کوئی قصہ یا واقعہ دل کش انداز میں کرداروں اور مکالموں کی مدد سے بیان کیا جاتا ہے، اسی طرح مثنوی میں بھی کوئی نہ کوئی قصہ یا واقعہ مرقوم ہوتا ہے اور عام طور پر یہ قصہ حسن و عشق اور محبت و مسرت کی داستان پر مبنی ہوتا ہے۔ ویسے مثنوی کے مضامین کی تعیین و تحدید نہیں کی جاسکتی۔ مولانا حالی نے اسی لیے اردو کی منظوم اصناف میں مثنوی کو سب سے معتبر، مفید اور کارگر صنف قرار دیا ہے کہ اس کے جلو میں حسن و عشق کے علاوہ دوسرے واقعات کو بھی نظم کا پیرایہ پہنایا جاسکتا ہے۔ مشہور مغرب پسند ناقد کلیم الدین احمد نے بھی اعلی شاعری کے لیے مثنوی کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ مثنوی میں مناظر قدرت، رنج و مسرت، فرحت و شادمانی، اخلاق و فلسفہ، سیاست و معاشرت، پند و موعظت اور صوفیانہ مسائل کو بھی بڑی خوبی کے ساتھ نظم کیا گیا ہے۔

مثنوی کے لیے کچھ اوزان مقرر ہیں، جن کی تعداد سات ہے۔ ویسے اردو میں بیش تر مثنویاں بحر ہزج، بحر متقارب اور بحر رمل میں لکھی گئی ہیں۔

اس صنف کے اجزائے ترکیبی مندرجہ ذیل ہیں:

اس صنف کے جس طرح مضامین کی کوئی قید نہیں ہے، اسی طرح اس کے اجزائے ترکیبی کو بھی چند اصطلاحوں یا چند لفظوں میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ اس صنف میں حمد و نعت، منقبت، بادشاہ و امیر کی تعریف و توصیف، شعر و سخن کی مدح سرائی، سبب تالیف و تصنیف، اصل قصہ اور واقعہ کا بیان، کردار، مکالمہ، مافوق فطری عناصر، مناظر فطرت کا بیان، ہم عصر احوال و آثار کی منظر کشی وغیرہ۔

ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مذکورہ اجزائے ترکیبی کا اطلاق قدیم مثنویوں پر ہوتا ہے، جس میں شعرا ان اجزائے ترکیبی کی پابندی کرتے تھے۔ محمد حسین آزاد اور مولانا الطاف حسین حالی نے جدید شاعری کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے جس موضوعاتی مشاعرہ کی ترویج و تشہیر کی تھی اور ان کے بعد جو مناظمے یعنی موضوعاتی شاعری ہوئی ہے، جس کو ہم اصطلاحی زبان میں مثنوی کہتے ہیں، ان میں ان تمام اجزا کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔ اس میں اپنے زمانے میں پیش آمدہ نئے نئے سیاسی، سماجی، قومی، مذہبی، ملی، اخلاقی، حسن معاشرت، خانگی، عالمی اور معاشرتی مسائل کو خاص طور پر فوکس کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر مولانا حالی کی مثنویوں: برکھا رت، حب وطن وغیرہ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اردو میں عام طور پر تین قسم کی مثنویاں لکھی گئی ہیں، یعنی ہم ان کے موضوعات و مضامین کی بنیاد پر مثنویوں کو تین خانوں میں منقسم کر سکتے ہیں۔

۱-رزمیہ مثنوی ۲-بزمیہ مثنوی ۳-مذہبی مثنوی

رزمیہ مثنویوں میں جنگ و جدال، بادشاہوں کے جنگی حالات اور فتح و شکست کا قصہ کہانی کے انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

بزمیہ مثنویوں میں حسن و عشق اور محبت و پیار کی داستان کو بیان کیا جاتا ہے، اردو کی بیش تر قدیم مثنویوں میں عشق و محبت کے قصے ہی مختلف

انداز واطوار میں بیان کیے گئے ہیں۔

مذہبی مثنویوں میں مذہب، اخلاق، حسن معاشرت، تصوف و پند و نصائح سے متعلق مضامین بین کیے جاتے ہیں۔ یوں بھی اردو ادب کا عمومی حصہ مذہبی نوعیت کے مضامین پر مشتمل ہے، کیوں کہ ہمارے صوفیا، اولیاء اللہ اور بزرگان دین اسی زبان میں اسلام کے ترویج واشاعت کرتے تھے۔

اردو شاعری کی ابتدا دکن میں ہوئی، تو ظاہر سی بات ہے کہ اردو مثنویوں کی ابتدا بھی دکن سے ہی ہوئی ہوگی۔ دکن میں ہی اردو کی سب سے پہلی مثنوی لکھی گئی۔ اولیت کے معاملے میں ذرا اختلاف ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ فخر دین نظامی کی کدم راؤ پدم راؤ کو اردو کی پہلی مثنوی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کسی نے نظامی بیدری کو پہلا مثنوی نگار تسلیم کیا ہے۔ دکن میں اردو مثنوی نگاری کی شان دار روایت ملتی ہے، شمالی ہندستان میں مثنویاں نسبتا کم تعداد میں لکھی گئی ہیں۔

دکن کے اہم اور نمائندہ مثنوی نگار یہ ہیں۔ فخر دین نظامی، اشرف بیابانی، برہان الدین جانم، عبدل، مقیمی، نصرتی، ملاوجہی، غواصی، ابن نشاطی، ولی دکنی، سراج دکنی وغیرہ۔

دکن کی مشہور مثنویاں یہ ہیں۔ قطب مشتری (ملاوجہی) علی نامہ (نصرتی)، طوطی نامہ اور سیف الجمال و بدیع الملک (غواصی) پھول بن (ابن نشاطی)

شمالی ہندستان میں جن شعرا نے اردو مثنوی کی روایت کی توسیر کی، ان میں سے اہم درج ذیل ہیں۔ افضل جھنجھانوی، فائز دہلوی، مرزا رفیع سودا، میر تقی میر، میر اثر، راسخ عظیم آبادی، مصحفی، جرأت، میر حسن، پنڈت دیا شنکر نسیم، شوق لکھنوی وغیرہ

شمالی ہند کی نمائندہ اور اہم مثنویاں یہ ہیں: بکٹ کہانی (افضل جھنجھانوی) مناجات، تعریف ہولی (فائز دہلوی) سبیل ہدایت، موسم گرما (مرزا سودا) معاملات عشق اور اعجاز عشق (میر تقی میر) کشش عشق، جذب عشق (راسخ عظیم آبادی) خواب و خیال (میر اثر) سحر البیان (میر حسن) بحر المحبت (مصحفی) گلزار نسیم (پنڈت دیا شنکر نسیم) زہر عشق (شوق لکھنوی) وغیرہ۔

ابتدا میں تو مثنویوں کا عروج رہا اور شعر و شاعری کے لیے مثنوی نگاری کو ایک معیار تسلیم کیا گیا، مگر بیسویں صدی اس صنف کے لیے سازگار نہیں رہی۔ محمد حسین آزاد اور مولانا حالی نے جدید شاعری کے توسط سے اس صنف کو عروج بخشنے کی کوشش کی، مگر شعرا اس صنف میں کام یاب نہ ہو سکے۔ ان کے بعد علامہ اقبال، چکبست اور جوش ملیح آبادی نے اس بھی مثنوی نگاری میں طبع آزمائی کی، مگر اس کو ماقبل کا عروج نصیب نہ ہوسکا۔ بیسویں صدی میں شوق نیموی، جمیل مظہری اور قاضی سلیم وغیرہ نے عمدہ اور معیاری مثنویاں تخلیق کیں، مگر اس صنف کا قدیم وقار بحال نہ ہوسکا۔ وجہ یہ ہے کہ مثنویوں میں عموما غیر حقیقی زندگی کی ترجمانی کی جاتی تھی اور اس میں احوال عصر کی شراکت کم ہوتی تھی، اور جو صنف ہم عصر احوال اور وقت کی ضروریات کی تکمیل نہ کر سکے وہ زیادہ دیر تک اپنی زندگی کا ثبوت نہیں دے پاتی۔

خلاصہ یہ کہ مثنوی اردو شاعری کی اہم صنف ہے، جس میں کوئی طویل قصہ یا واقعہ تسلسل کے ساتھ دل چسپ انداز میں مختلف کرداروں کی مدد سے بیان کیا جاتا ہے، اس میں حسن و عشق کے ساتھ فلسفہ و تصوف اور پند و نصاحت کے مضامین بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ اس صنف کی ابتدا دکن سے ہوئی، مگر شمالی ہند میں بھی اہم مثنویاں لکھی گئیں۔ ہمارے نصاب میں میر حسن کی مثنوی سحر البیان شامل ہے، جس کا ہم تفصیلی مطالعہ اگلے درس میں کریں گے۔ اور اس کے اہم نکات پر بحث کریں گے۔

DR ABRAR AHMAD

URDU DEPARTMENT

BM COLLEGE, RAHIKA, MADHUBANI